ہر شخص حالات کی سختیوں سے نجات چاہتا ہے... اور اس کے لیے اسے ایک چانس کی ضرورت ہوتی ہے... وہ بھی منتظر تھا کہ خوش قسمتی کے در وا ہوں... مگر ہمیشہ بے روزگاری اس کے ہمراہ رہی۔ کبھی کم اور کبھی زیادہ عرصہ... اب وہ تھک چکا تھا... چُور چُور تھا... کہ اچانک ہی قسمت کو اس پر رحم آگیا۔

داؤ پر لگی زندگی کو جینے کے لیے چال چلنا پڑتی ہے...

ایک ایسی ہی چالِ مرگ کا احوال

چالِ مرگ

سیریناراض

اُس صبح مارٹن مینز کو ایک بار پھر ملازمت سے نکال باہر کیا گیا تھا۔ ایک سال کے دوران تیسری بار نکالا جانا اس کے لیے تو پریشانی کا سبب تھا ہی لیکن ایلینا کے لیے یہ خبر کسی بم سے کم نہ ہوتی۔ صبح سویرے دفتر سے نکلنے کے بعد اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ گھر جا کر بیوی کا سامنا کر سکے۔ اسے مزید پریشان کرنے سے تو بہتر تھا کہ گھر ہی نہ جایا جائے، سو اس نے ایسا ہی کیا۔

مارٹن کی روکھی پھیکی زندگی میں کوئی رنگینی نہ تھی۔ بچپن میں ماں چھوڑ کر چلی گئی، باپ نے دوسری شادی کی اور وہ بے سہارا بچوں کے مرکز میں چلا آیا۔ یکسانیت بھری زندگی گزارنے کے باوجود اس کے لبوں پر کوئی شکایت نہیں تھی۔ وہ ایلینا سے شادی کر کے بہت خوش تھا۔ دونوں کی داستانِ حیات میں بڑی مماثلت تھی۔ مزاج بھی ایک جیسے تھے۔ قناعت اور سادگی دونوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

www.urdupalace.com

دونوں کا پچھلے پندرہ سال سے بہتر انداز میں نباہ ہو رہا تھا۔
ایلینا کے برعکس مارٹن کے دل کے کسی کونے میں پُرتعیش زندگی گزارنے کی کمزور سی حسرت ضرور موجود تھی۔ کبھی کبھار یہ حسرت دبی چنگاری کی طرح سلگتی تو وہ اسے اپنے صبر سے بجھا دیا کرتا تھا۔ دولت کی خاطر جوانی کے دنوں میں وہ کافی تگ و دو بھی کر چکا تھا لیکن جب امیر بننے کے کوئی آثار نمودار نہ ہوئے تو اس نے بھی ہمت ہار دی۔ وہ اپنے حالات کو تقدیر کا لکھا سمجھ کر قبول کر چکا تھا۔ اگر اس کی ملازمت میں عدم استحکام نہ ہوتا تو شاید وہ انہی حالات میں زندگی کے دن پورے کر لیتا لیکن کیا کہیے کہ تقدیر نے کہیں ٹکنے ہی نہ دیا۔ وہ تو ہر جگہ یہی سوچ کر گیا تھا کہ بس ریٹائرمنٹ تک یہیں رہے گا مگر دو چار سال میں ہی کچھ نہ کچھ ایسا ہو جاتا کہ بے روزگاری اس کے گلے آلگتی۔
تین چار سال میں ایک دفعہ آنے والی بے روزگاری کو تو وہ ہنسی خوشی کاٹ لیا کرتے تھے لیکن اس برس سے حالات کی گردش عجیب تھی۔ مارٹن سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ دو تین مہینوں کے اندر وہ ایک بار پھر بے روزگار کیوں کر دیا جاتا ہے۔ خود ایلینا کے لیے بھی یہ صورتِ حال پریشانی کا سبب تھی۔ پچھلے دو برس سے ایلینا مارٹن کی محبت سے زیادہ اس کے معاش کی فکر میں گرفتار تھی۔ وہ چاہتا تو گھر جا کر یہ بُری خبر سنا سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ صرف یہی کہے گی۔ ''ایک بار پھر......'' اور ٹھنڈی سانس بھر کر کام دھندے میں لگ جائے گی۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر کوئی اور عورت ہوتی تو ایک بار پھر نکالے جانے کی خبر سنتے ہی گھونسا تان کر شوہر پر پل پڑتی لیکن وہ ایسی نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس منحوس خبر کو سنا کر اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔ ان کی جو کچھ جمع پونجی تھی، وہ بے روزگاری کے دن کاٹنے میں پہلے ہی صرف ہو چکی تھی، اب کیا ہوگا۔ یہی سوچ کر مارٹن نے گھر کے بجائے سڑک کی راہ لی۔
وہ کندھے پر پٹ سن سے بنا تھیلا لٹکائے یونین اسکوائر پر بے مقصد گھوم رہا تھا۔ صبح سویرے ہی مارٹن کے لیے سابقہ ہو جانے والی کمپنی کے لوگو والے تھیلے میں وہ سامان تھا جو فارغ کیے جانے کے بعد مارٹن نے اپنی میز سے سمیٹا تھا۔ اسے وقت گزاری کرنا تھی اور وقت کو گزرتے رہنا تھا، سو دونوں کام جاری و ساری تھے۔ وہ کام سے سیدھا گھر جانے کا عادی تھا۔ اس آوارہ گردی میں وقت کاٹے نہیں کٹ رہا تھا لیکن کیا کرتا، گھر جانے کے بجائے اسے فی الوقت یونین اسکوائر پر ہی زیادہ عافیت نظر آئی تھی۔
بے مقصد گھومتے ہوئے وہ بدستور یہی سوچ رہا تھا کہ آخر تواتر کے ساتھ ملازمتوں سے نکالے جانے کا سبب کیا ہے۔ وہ خود کو اس کا ذمے دار نہیں سمجھ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ جو کچھ ہو تا رہا ہے، اس میں دوسروں کا ہاتھ زیادہ ہے۔ وہ خود کو تسلی بھی دے رہا تھا کہ اس بار جو کچھ ہوا، وہ غیر یقینی نہ تھا۔ آج نہیں تو کل، ایسا ہونا ہی تھا مگر اتنی جلدی...... یہ بات اس کے لیے قابلِ برداشت ہرگز نہ تھی۔ یہ تو وہ پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ اس کا باس بظاہر جتنا اچھا ہے، اندر سے اتنا ہی کمینہ۔ یہ بات اسے کمپنی کے دوسرے ملازمین کے ساتھ میل جول بڑھنے کے بعد اچھی طرح سمجھ آ چکی تھی۔ اس کی عادت تھی کہ اپنے ملازمین کو زیادہ دنوں تک ٹکنے نہیں دیتا تھا۔ اس طرح کے حالات پیدا کر دیے جاتے تھے کہ یا تو وہ خود ملازمت چھوڑ جاتے یا پھر نکال دیے جاتے تھے۔ یہ سب کچھ اپنی جگہ لیکن جو بات مارٹن کو تکلیف دیے جا رہی تھی، وہ یہ کہ صرف سات مہینوں میں تیسری بار نوکری سے نکالا گیا تھا۔ اس کی مالی حالت اس قابل نہیں رہی تھی کہ بے روزگاری کے دن عزت سے بسر کر سکے۔
وہ ویک اینڈ تھا۔ مارٹن ایک بینچ پر بیٹھا مستقبل کی ممکنہ پریشانیوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ اسی دوران کم عمر لڑکے لڑکیوں کا ایک غول سامنے سے آتا دکھائی دیا۔ اگرچہ اس وقت اسکوائر پر کافی بھیڑ بھاڑ تھی لیکن جس طرح وہ شور مچاتے آ رہے تھے، اس سے لگ رہا تھا کہ وہ ضرور کسی مذہبی یا ثقافتی رسم کو پورا کرنے نکلے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ غول اس کے سامنے پہنچ گیا۔ پہلے تو وہ سمجھا کہ بچے گاتے بجاتے آگے بڑھ جائیں گے لیکن وہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر شور مچانے لگے۔ ایک تو وہ پہلے ہی پریشان تھا اوپر سے ان کا غل غپاڑا۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر تنگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پہلے پہل تو وہ خاموش رہا، پھر بڑے پیار سے انہیں روکنے کی ہلکی پھلکی کوشش کی لیکن جب نہ مانے تو اس نے دُم دبا کر کھسکنے میں ہی عافیت جانی۔
وہ سڑک کے کنارے پہنچ چکا تھا۔ اس نے ٹھہر کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ سامنے ایک بہت بڑا اسٹور تھا۔ دروازہ کھلا تھا اور ایک بہت خوبصورت عورت وہاں کھڑی اُسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسے لگا کہ جیسے وہ کہہ رہی ہو ''آؤ...... مارٹن اندر آ جاؤ۔'' اسی دوران اُس عورت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جیسے کسی کو بُلا رہی ہو۔ وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ اس نے اردگرد نظریں دوڑائیں لیکن وہاں کوئی بھی اس عورت کی

www.urdupalace.com

طرف متوجہ نہ تھا۔ اس نے ایک بار پھر اس کی طرف دیکھا اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بڑبڑایا۔ ''کون......''

عورت نے پھر اشارہ کیا۔ لگا کہ جیسے وہ اسی کو بلا رہی ہو۔ اس نے داہنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر اشارہ کیا جیسے پوچھ رہا ہو ''کیا میں؟''

عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مارٹن اپنا تھیلا سنبھالتے ہوئے تیزی سے سڑک پار کر کے اسٹور کے گھومنے والے دروازے کی طرف بڑھا۔ مارٹن کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ چند قدم آگے بڑھی اور فٹ پاتھ کے کنارے کھڑی ہو گئی۔

''سوری...... مجھے لگا کہ شاید آپ مجھے ہی بلا رہی ہیں۔'' قریب پہنچتے ہی مارٹن نے نہایت مہذبانہ لہجے میں کہا۔ اتنا کہہ کر اس نے جلدی سے پیچھے کی جانب نظر دوڑائی۔ لڑکے لڑکیوں کا وہ غول اُسی طرح شور مچاتے آگے بڑھ رہا تھا۔ ''شاید آپ اُن میں سے کسی کو......'' اس کے لہجے سے بے یقینی صاف عیاں تھی۔

''شاید......'' اُس عورت نے مارٹن کو بات مکمل ہی نہ کرنے دی۔ ''اُن میں سے ہی کسی ایک کو۔'' عورت کا لہجہ خاصا مبہم تھا۔

مارٹن سمجھ نہ سکا کہ آخر وہ چاہتی کیا ہے، کسے بلا رہی تھی۔ اس نے ایک بار پھر اطراف میں دیکھا۔ ہفتے کا آخری دن ہونے کی وجہ سے عام دنوں کی نسبت خاصی چہل پہل تھی۔ اس نے سامنے دیکھا لیکن کچھ سمجھ نہ سکا۔

وہ عورت کچھ دیر تک اسے غور سے دیکھتی رہی اور پھر آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''شکر ہے......'' یہ کہہ کر اس نے گہری سانس لی۔ ''آخر تم سے ملاقات ہو ہی گئی۔'' اس کے چہرے سے خوشی جھلک رہی تھی۔ ''آؤ میرے ساتھ......'' وہ مارٹن کا ہاتھ تھام کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھنے لگی۔

مارٹن حیران تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ عورت کون تھی، کیوں اس سے ملنے پر شکر ادا کر رہی ہے، وہ اس سے کیا چاہتی ہے۔ اس کے دماغ میں مختلف سوالوں کی آندھی اٹھنے لگی تھی۔ اسے یہ بھی خیال آ رہا تھا کہ اتنے احترام سے ساتھ لے کر آگے بڑھنے والی یہ عورت کسی غلط فہمی کا تو شکار نہیں ہوئی۔ اس نے لاکھ ذہن پر زور ڈالا لیکن اسے یاد نہ آیا کہ وہ کبھی پہلے اس سے کہیں مل چکا ہے۔ وہ اس کے لیے بالکل اجنبی تھی۔ اسی دوران وہ ریوالونگ دروازہ عبور کر کے ایک وسیع و عریض ڈپارٹمنٹل اسٹور میں داخل ہو چکے تھے۔

''سمجھ نہیں آتا کہ کیسے بتاؤں اس وقت تم سے مل کر مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے۔'' اس نے مارٹن کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ ''اس وقت مجھے تمہاری اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی اور دیکھو تم مجھے مل گئے۔''

شش و پنج میں مبتلا مارٹن اس کے ساتھ ساتھ چل تو رہا تھا لیکن دماغ میں بہت سارے سوالات کلبلا رہے تھے مگر ان میں سے کسی ایک کا بھی جواب اس کے پاس نہ تھا۔

''دفع کرو، جو بھی ہے خود پتا چل جائے۔ ہو جائے گی دور اس کی خوش فہمی۔'' یہ سوچ کر مارٹن نے تمام سوالوں کو ذہن سے جھٹکا اور عورت کے سراپا پر نظر ڈالی۔

درمیانہ قد، سنہرے بال، ستواں ناک، بیضوی چہرہ، بھرے بھرے ہونٹ، گالوں میں پڑتے ڈمپل مسکراتی سیاہ بڑی بڑی آنکھیں، عمدہ لباس زیب تن، سلیقے سے بنے بال، مہنگے پرفیوم کی بھینی بھینی خوشبو...... یہ سب مل کر اس عورت کے حسن کو چار چاند لگا رہے تھے۔ مارٹن کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ایسے وقت میں کہ جب وہ شدید پریشانی کا شکار ہے، اتنی حسین عورت یوں بے تابی سے اس کی منتظر ہو سکتی ہے۔ اس دوران وہ کیش کاؤنٹر کے قریب سے گزرے۔ اس عورت نے بدستور مارٹن کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی اسے دیکھ کر مسکرائی تو اس نے مارٹن پر نظر ڈالی۔ ''میں جینی ہوں، یہاں کی منیجر......'' یہ کہہ کر لمحہ بھر توقف کیا اور دو چار قدم آگے بڑھائے۔ ''سچ پوچھو تو میں تمہاری بہت بڑی پرستار ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے اس کے لبوں پر کھلتی مسکراہٹ اور آنکھوں سے جھلکتی مسرت صاف عیاں تھی۔

جینی کی بات سن کر تو جیسے مارٹن کے ہاتھوں کے توتے اڑ گئے۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ تقدیر کیا کھیل شروع کر چکی ہے۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ ہوش سنبھالنے سے لے کر آج صبح ملازمت سے نکال باہر کیے جانے تک، اس نے ایسا کوئی بھی کام نہیں کیا تھا کہ جس پر کسی دوسرے کو تو چھوڑیے، وہ خود اس پر فخر کر سکے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ضرور کوئی غلط فہمی پیدا ہو چکی ہے ورنہ کہاں جینی جیسی حسین عورت اور کہاں میں۔ وہ اپنی سوچ میں ڈوبا اس کے ساتھ تقریباً گھسٹتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔

''آپ کچھ بولتے کیوں نہیں، کس سوچ میں ڈوبے

www.urdupalace.com

ہوئے ہیں۔" جینی نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس سے ایک قدم پیچھے تھا۔ لگتا تھا کہ اگر جینی نے ہاتھ چھوڑ دیا تو وہ جہاں ہوگا، وہیں تھم جائے گا۔

مارٹن نے آہستہ سے کھنکھار کر گلا صاف کیا اور اس کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی۔ "آئی ایم سوری، لیکن......"

"لیکن ویکن چھوڑیے، ہماری خوش قسمتی دیکھیے کہ آپ ہمارے درمیان اس طرح غیر متوقع طور پر آ گئے ہیں۔ ہمیں آپ کی آمد کا تو پتا تھا لیکن آپ یوں پہنچیں گے، ایسا سوچا نہ تھا۔"

جب سے وہ اسٹور کے اندر داخل ہوا، تب سے وہ خاموش رہ کر ساری صورتِ حال سے لطف اندوز ہو رہا تھا لیکن اب لگا کہ بس بہت ہو چکی۔ "اصل بات یہ ہے مس جینی کہ......" اس نے معاملہ صاف کرنے کی ایک اور کوشش کی۔

ایک بار پھر اس نے مارٹن کی بات تیزی سے کاٹی۔ "میرے خیال میں آج آپ اس ملاقات کے لیے تیار نہیں ہوں گے مگر چھوڑیے ساری باتیں۔ اب آپ آ گئے ہیں تو سمجھیں آج کے دن کا پلان یہی تھا۔ ویسے بھی جو پلان ہے، وہ پبلشر کی طرف سے آپ کو ای میل کیا جا چکا تھا۔"

مارٹن ہکا بکا رہ گیا۔ "یہ بیچ میں اب پبلشر، پلان اور ای میل کہاں سے آ گئے۔" وہ زیرِ لب بڑبڑایا۔

اس دوران وہ زینے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ "اوپر چلیں۔" پہلی بار اس نے مارٹن کا ہاتھ چھوڑ کر اسے سیڑھیوں پر قدم رکھنے کا اشارہ کیا۔ مارٹن نے نظریں گھمائیں۔ یہ مین ہٹن کے مشہور ڈپارٹمنٹل اسٹورز میں سے ایک تھا۔ وہ پہلی بار یہاں آیا تھا۔ اس سے پہلے اگر آنے کی سوچتا، تب بھی نہ آتا۔ یہاں دستیاب سامان اس جیسے کی ضرورتوں اور قوتِ خرید، دونوں کی پہنچ سے باہر تھا۔

"چلیے نا......" جینی نے اسے آہستگی سے زینے کی طرف دھکیلا۔ "لوگ پیچھے کھڑے اپنی باری کے منتظر ہیں۔"

"سوری......" اس نے مڑ کر عقب میں کھڑے دو تین گاہکوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور تیزی سے زینہ چڑھنے لگا۔ جینی بھی اس کے ساتھ ساتھ قدم اٹھا رہی تھی۔

مارٹن جیسے ہی اس وسیع و عریض اسٹور کی پہلی منزل پر پہنچا، دم بخود رہ گیا۔ اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ نگاہوں کے عین سامنے اس کی قدِ آدم تصویر کا بہت بڑا پوسٹر لگا تھا۔ تصویر میں جو خوش باش اور خوش پوش شخص کھڑا تھا، وہ ہوبہو مارٹن کا ہم شکل تھا۔ اس نے جو لباس پہن رکھا تھا، مارٹن تو صرف اس کا خواب ہی دیکھ سکتا تھا۔ پہلی بار وہ سخت پریشان ہوا۔ اسے لگا کہ بات صرف غلط فہمی تک محدود نہیں بلکہ اس سے کہیں آگے کی ہے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ وہ چکرا کر رہ گیا تھا۔ پاؤں جیسے فرش میں پیوست ہو گئے ہوں۔ وہ ہونقوں کی طرح پوسٹر دیکھے جا رہا تھا۔

مارٹن کے ہم شکل نے خاصا مہنگا اور جدید تراش خراش کا سوٹ پہن رکھا تھا، اس نے ہاتھ میں نہایت قیمتی سن گلاسز پکڑے ہوئے تھے، جب کہ کلائی میں نہایت مہنگے برانڈ کی ہیرے جڑی سنہری گھڑی تھی۔ سیاہ جوتے بھی بہت مہنگے لگ رہے تھے۔ سنہرے بالوں والے اُس شخص کی شکل ہی نہیں بلکہ عمر، بالوں، آنکھوں کا رنگ، چہرہ مہرہ...... مارٹن اور اُس میں حیرت انگیز مماثلت تھی۔ اسے یقین تھا کہ اگر یہ تصویر اس کی سادہ لوح بیوی دیکھ لے تو وہ بھی پہلی نظر میں شاید اپنے شوہر اور اس شخص کے درمیان کوئی فرق تلاش نہیں کر سکے گی۔

مارٹن کی نظریں قدِ آدم پوسٹر پر تیزی سے بھٹک رہی تھیں۔ اچانک اس کی نظریں پوسٹر پر سب سے نیچے پڑیں۔ "مارٹن کرسٹائنز......" اس نے تصویر کے نیچے لکھے نام کو زیرِ لب دہرایا۔

مارٹن کرسٹائنز ڈنمارک سے تعلق رکھنے والا ایک ادیب تھا، جس کے تحریر کردہ تین ناولوں نے پورے اسکینڈے نیویا میں دھوم مچا دی تھی۔ فروخت کا ملکی ریکارڈ بنانے والے تینوں ناول دراصل ایک ہی موضوع کا تسلسل تھے۔ سیاست، سازش، اختیار، طاقت اور عورت کے کرداروں پر مبنی ناولوں کے اس سلسلے پر کئی ڈرامے بھی بن چکے تھے۔ ان ڈراموں سے نہ صرف مصنف بلکہ اس کے کرداروں کو بھی خوب شہرت حاصل ہوئی تھی۔ تینوں ناولوں کے کردار ایک ہی تھے: سازشی ذہن کا مالک مشہور اور طاقتور سیاستدان اسٹیگ لارسن، سازش کے تانے بانے بُننے والا جیفرے ڈیور، ان سب کی غیر قانونی سرگرمیوں کو قانون کی ڈھال فراہم کرنے والا وکیل اینڈریو اور حُسن کے جلوے دکھا کر سب کو تباہی کے منہ میں دھکیلنے والی فتنہ گر حسینہ سینڈرا براؤنز۔ ان سب کو ملا کر جو تصویر بنتی ہے وہ ہے مارٹن کرسٹائنز کے ناول۔ یہ وہی تھا جس کی تصویر کے سامنے اس کا ہم شکل مارٹن مینز حیرت کی تصویر بنا کھڑا تھا۔ جینی نے بدستور بڑے پیار سے اس کا بازو تھام رکھا تھا۔

مارٹن کرسٹائنز نے امریکا میں تعلیم و تربیت حاصل کی

www.urdupalace.com

تھی۔ اس کا لب و لہجہ، انگریزی زبان کی روانی اور اٹھنے بیٹھنے کا انداز بالکل امریکیوں کا سا تھا۔ اسکینڈے نیویا میں دھوم مچانے کے بعد، ان دنوں وہ چند معروف امریکی ناشرین کی دعوت پر ادبی دورہ کر رہا تھا۔ مارٹن جس تصویر کے سامنے کھڑا تھا، دراصل وہ اسی دورے کی تشہیری مہم کا حصہ تھی۔

اگرچہ امریکا میں اس کا ناول پہلی بار شائع ہونے جارہا تھا لیکن ڈنمارک میں شائع ہونے والے اس کے ناولوں نے تہلکہ مچا دیا تھا۔ پوری اشرافیہ اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی تھی۔ اگرچہ اس نے صاف صاف اظہارِ لاتعلقی کرتے ہوئے اپنے ناولوں کو سو فیصد فکشن قرار دیا تھا لیکن پڑھنے والے جانتے تھے کہ وہ خالص حقیقت پر مبنی تھے اور فرضی کرداروں کے پیچھے چھپائے گئے لوگ اس بات سے سخت پریشان تھے۔ خود وہ بھی فیصلہ کر چکا تھا کہ اگر امریکا میں پذیرائی ملی تو وہ جان بچانے کے لیے واپس جانے کا سوچے گا بھی نہیں۔

''کیا ہوا......'' مارٹن کو تصویر میں کافی دیر تک کھویا دیکھ کر جینی نے آہستہ سے کہا۔ اس کا انہماک دیکھ کر وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر ایک قدم پیچھے ہو کر کھڑی تھی۔

مارٹن نے گردن گھما کر جینی کی طرف دیکھا۔ اس کے برابر دو اور نوجوان لڑکیاں کھڑی تھیں۔ دونوں بلا کی خوبصورت تھیں۔ اسے اپنی طرف متوجہ پا کر وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیں۔ مارٹن بھی اخلاقاً مسکرا دیا۔ انہوں نے ایک جیسے منی اسکرٹ اور سرخ ٹی شرٹس پہن رکھی تھیں۔

''میں کلائش...... اور میں لیگی......'' دونوں نے ایک ساتھ اپنا تعارف کرایا اور پھر زور سے ہنس پڑیں۔ حیرت انگیز طور پر ہنسنے کے دوران ان کے گالوں پر پڑنے والے ڈمپل بھی ایک جیسے ہی تھے۔

مارٹن نے جینی کی طرف دیکھا۔ وہ بھی مسکرا رہی تھی۔ اسی دوران کلائش نے اسے بے تکلفی سے اپنی جانب متوجہ کیا۔ ''مسٹر مصنف......''

وہ مڑا اور سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

کلائش کبھی تصویر اور کبھی اس کے سراپا کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھے جارہی تھی۔ ''خوبصورت تصویر......'' چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے کہا اور ایک نظر پھر مارٹن کے سراپا پر ڈالی۔ ''لیکن تم اپنی تصویر کے مقابلے میں کچھ ذرا سے مختلف نظر آرہے ہو۔'' اس کے لہجے میں شک نہیں تھا، لگتا تھا کہ اس نے برسبیلِ تذکرہ یہ بات کہہ دی ہو۔

مارٹن مسکرایا اور پہلے تصویر کی طرف، پھر اپنے اوپر نظر ڈالی۔ واقعی صاحبِ تصویر کے مقابلے میں تو اس کا لباس دو کوڑی کا بھی نہ تھا۔ اس نے نہایت عام جینز، شرٹ اور بے استری کا کوٹ پہن رکھا تھا۔ کندھے سے لٹکتا پٹ سن کا تھیلا بھی ایسا ہی تھا جسے اکثر سودا سلف لانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے لبوں پر کھسیانی سی مسکراہٹ طاری ہوگئی۔

''میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔'' کلائش نے تیزی سے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔ شاید وہ اس کے تاثرات بھانپ چکی تھی۔ ''دراصل تم تصویر کے مقابلے میں زیادہ اچھے نظر آتے ہو۔'' یہ کہہ کر وہ ہنس پڑی۔

''دیکھیے......'' مارٹن نے ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے کچھ کہنا شروع ہی کیا تھا کہ اس کی جینی پر نظر پڑی اور پھر اس کا ارادہ بدل گیا۔ ''تصویر نظر کا دھوکا ہے۔'' اس نے زیرِ لب فلسفیانہ لب و لہجے میں کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جینی کی غلط فہمی دور کرنے کی حد تک تو بات ٹھیک ہے لیکن ان لڑکیوں کے سامنے یہ بات کہی تو اُن کا دل بھی ٹوٹ سکتا ہے اور کسی کا دل توڑنے کی ہمت اس کے اندر نہ تھی۔

اسی دوران کچھ اور لوگ بھی آگئے۔ ان میں مرد و عورت، دونوں ہی تھے۔ انہی میں ایک سرخ بالوں والا ڈھلتی عمر کا ایک مرد بھی تھا۔ مارٹن خاموش ہوا تو وہ آگے بڑھا اور اپنے ساتھ موجود دو لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''ہم آپ کے ناولوں کے امریکن پبلشر کی طرف سے آئے ہیں۔ اس دورے میں ہم ہر جگہ آپ کے ساتھ ہوں گے۔'' یہ کہہ کر وہ مسکرایا۔

مارٹن بدستور خاموش رہا، اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔

''تو اب بتائیے کہ آپ کو کیا کیا چاہیے، کچھ بھی......'' یہ کہہ کر اس نے لمحہ بھر توقف کیا اور پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ''آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو، بس! بات منہ سے نکالیے۔ ہر فرمائش پلک جھپکتے پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔'' اس کا لہجہ تابعدارانہ تھا۔

کلائش بڑے غور سے اس کی بات سن رہی تھی۔ وہ خاموش ہوا تو اس نے مسکرا کر پہلے مارٹن اور پھر اس شخص پر نظر ڈالی۔ ''ابھی ابھی آپ نے مسٹر مارٹن سے کیا کہا تھا...... کچھ بھی۔'' معنی خیز لب و لہجے میں یہ کہہ کر وہ حسبِ عادت زور سے ہنس پڑی۔

www.urdupalace.com

مارٹن گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسی دوران اسپیکر کی تیز آواز اس کے کانوں میں پڑی، جس سے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اس نے نگاہیں اٹھائیں تو جینی میگافون ہاتھ میں لیے کھڑی تھی۔

''ہم آپ سب کو بخوشی اطلاع دیتے ہیں کہ ڈنمارک کی مقامی زبان میں لکھے گئے اسکینڈے نیویا کے تین ناولوں پر مشتمل سیریز اب انگریزی میں شائع کی جا رہی ہے اور اس سلسلے کا پہلا ناول آج سے مارکیٹ میں دستیاب ہوگا۔ ہم سب سے پہلے اس ناول کو اپنے اسٹور سے فروخت کے لیے پیش کر رہے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے کچھ توقف کیا۔ اس اعلان کے بعد لوگوں کی ایک چھوٹی سی بھیڑ جینی کے گرد جمع ہو چکی تھی۔ اس نے مجمع پر ایک نظر ڈالی اور کسی ماہر ٹی وی میزبان کی طرح اُس کی طرف اشارہ کیا۔ ''تو ملیے بیرنز اور نوبل کے مصنف اور اسکینڈے نیویا کے مشہور ترین ادیب مسٹر مارٹن کرسٹائنز سے۔ ہم انہیں آج یہاں دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔''

مارٹن نے سامنے نظر ڈالی۔ وہاں ایک چھوٹا سا آڈیٹوریم بنا ہوا تھا۔ کافی سارے لوگ آ کر اپنی نشستیں سنبھال رہے تھے۔ وہ خالی نگاہوں سے کبھی جینی اور کبھی ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔

''آپ ان کی زبانی ناول کے اقتباسات سن سکیں گے، سوالات پوچھ سکیں گے اور ان کے دستخطوں والی کتاب خریدنے کا بھی یہ سنہری موقع ہے۔'' جینی کہہ رہی تھی۔

وہ خاموش ہوئی تو کلائنٹ کی کھلکھلاتی ہنسی ایک بار پھر سنائی دی۔ مارٹن نے اسٹور کے شیشے کی دیوار سے سامنے سڑک پر نظر ڈالی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ابھی کہیں سے اصلی مارٹن دوڑتا ہوا اندر آئے گا اور حقیقت سب پر آشکار ہو جائے گی لیکن کوئی نہ آیا۔ جسے وہ غلط فہمی سمجھ رہا تھا، اب مصیبت بن کر اس کے گلے میں ڈھول کی طرح پڑ چکی تھی۔ اس نے دو قدم آگے بڑھائے۔ وہ جینی سے میگافون لے کر لوگوں کو حقیقت بتانا چاہتا تھا۔

مجمع خاموش تھا۔ انہوں نے پہلی بار اس ادیب کا نام سنا تھا۔ جینی کے گرم جوش اعلان کے بعد وہاں موجود لوگوں کا تجسس بڑھ گیا تھا۔ اب وہ اسے سننا چاہتے تھے۔ وہ آگے بڑھا۔ اس سے پہلے کہ میگافون تھام کر کچھ کہتا جینی نے ایک کتاب اس کے ہاتھ میں تھما دی۔ مارٹن نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ یہ مارٹن کرسٹائنز کے پہلے ناول کا تازہ تازہ شائع شدہ نسخہ تھا۔

''اب مسٹر مارٹن آپ کو اپنے ناول کے پہلے باب میں سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائیں گے۔''

مجمع نے تالیاں بجائیں۔

''بہتر ہے کہ آپ نشستوں پر تشریف رکھیں۔'' جینی کے اس اعلان کے بعد وہاں کھڑے باقی لوگ بھی نشستوں پر براجمان ہو گئے۔

مارٹن سخت کشمکش میں تھا۔ جب وہ آگے بڑھ کر ڈائس تک پہنچنے کے بجائے کچھ دیر تک کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھنے میں ہی منہمک رہا تو جینی آگے بڑھی اور مسکراتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ ''لوگ آپ کے منتظر ہیں مسٹر مارٹن کرسٹائنز......''

''لیکن میں وہ......'' اس نے ایک بار پھر حقیقت بیان کرنے کی ناکام کوشش کی۔

''آپ نہایت پُراعتماد شخصیت ہیں تو پھر یہ شرمانا کیسا۔'' جینی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے، اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈائس کی طرف کھینچا۔

ڈائس پر پہنچ کر مارٹن نے ایک نظر چاروں طرف ڈالی۔ لوگ اس کے بولنے کے منتظر تھے۔ اسے کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ شادی کے شروع شروع کے سالوں میں وہ اکثر رات کو اپنی بیوی کو بلند آواز سے کتابیں پڑھ پڑھ کر سناتا تھا لیکن اب برسوں ہوئے، یہ عادت تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ کتابیں تو وہ اب بھی پڑھتا تھا مگر یہ اس کا بیڈروم نہ تھا۔ اب اس کا سارا اعتماد رفوچکر ہو چکا تھا۔

''پلیز سر...... پڑھنا شروع کیجیے۔'' جینی نے ایک بار پھر مداخلت کی۔

وہ جان چکا تھا کہ اقتباسات پڑھے بغیر جان چھٹنا ممکن نہیں۔ گلے پڑے ڈھول کو آخر اسے ہی بجانا تھا۔ سو، اس نے بڑی ہمت کر کے کتاب کے ورق الٹے پلٹے اور پھر ایک باب پر رک گیا۔ اس نے حاضرین پر گہری نظر ڈالی۔ ''تو یہ باب کچھ اس طرح شروع ہوتا ہے کہ......'' اس نے ہمت کر کے پاٹ دار آواز میں پڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ دوسری صف میں بیٹھی ایک عورت نے ہاتھ اٹھایا۔

''کہیے، کیا کہنا چاہتی ہیں آپ......'' جینی نے اس عورت کو مخاطب کیا۔

''مسٹر کرسٹائنز...... میں نے واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ میں پڑھا تھا کہ آپ نے اپنے ناول میں بدکردار شیطان نما وکیل کا کردار پیش کیا ہے۔ بدعنوان سیاستدانوں کو بچانے والے اس طرح کے شیطان وکیلوں سے کس طرح

www.urdupalace.com

بچا جاسکتا ہے۔'' سوال پوچھنے والی عورت کی آواز ہلکی سی کپکپا رہی تھی۔

مارٹن کو ایڈونچرز اور جاسوسی کے موضوعات پر مشتمل ناولوں کے مطالعے کا تو شوق تھا لیکن وہ مارٹن کرسٹائنز کے نام سے بالکل ہی ناواقف تھا۔ اسے علم ہی نہیں تھا کہ مصنف اپنے وکیل کردار کو کس طرح پیش کرتا رہا ہے۔ وہ ڈائس پر مائیکروفون کے سامنے بالکل خالی الذہن کھڑا تھا۔ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کیا جواب دے۔ آخر اس نے سرگوشیاں کرتے مجمع پر طائرانہ نظر ڈالی اور ہلکے سے کھنکھار کر گلا صاف کیا۔

''بہت سادہ سی بات ہے۔ خدا نے رویوں کے ذریعے دوسروں کو شناخت کرنے کی صلاحیت ہمیں دی ہے۔'' اس نے بڑے اعتماد سے اندر کے خوف پر قابو پاتے ہوئے جواب دینا شروع کیا۔ ''نیکی اور بدی لاکھ چھپائی جائیں مگر چھپ نہیں سکتی ہیں۔ انسان اپنے رویے کے ذریعے اندر کے اصل انسان کی خصلت چھپانے کی لاکھ کوشش کرے لیکن پھر بھی ہم پہچان لیتے ہیں۔ اس حس کو پہچانیں، استعمال کریں، آپ میرے بدکردار وکیل جیسے لوگوں کو خود بخود پہچانتے چلیں جائیں گے۔ یوں وہ بے نقاب ہو کر دنیا کے سامنے آتے جائیں گے۔'' یہ کہہ کر اس نے گہری سانس لی اور ہلکی سی مسکراہٹ سے جینی کی طرف دیکھا۔ وہ مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔

یہ سنتے ہی بلیک ٹی شرٹ اور جینز میں ملبوس شخص نے فوراً تالی بجائیں اور اگلے ہی لمحے وہاں موجود سارے لوگ اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ جینی ستائشی نظروں سے مارٹن کو دیکھ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد جب تالیاں تھمیں تو اس شخص نے کچھ پوچھنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔

مارٹن نے اسے بولنے کا اشارہ کیا۔ ''سنا ہے کہ اب آپ واپس ڈنمارک نہیں جاسکتے۔ افواہیں ہیں کہ وہاں کے طاقت ور سیاستدانوں نے آپ کو قتل کرانے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے۔''

مجمع خاموش تھا اور مارٹن اس شخص کو دیکھے جا رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔ کچھ دیر تک وہاں سناٹا رہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ خاموش کھڑا نہیں رہ سکتا، لوگ اس کا جواب سننا چاہتے ہیں اور اسے ہر حال میں کچھ تو کہنا ہی تھا۔ آخر اس نے بولنا شروع کیا۔ ''فی الحال تو میرا امریکا سے واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔ ویسے بھی میں یہاں مزے میں ہوں۔'' اس کی آواز کچھ بلند تھی اور لہجے سے اعتماد صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ ''اچھے بُرے لوگ ہر جگہ ہیں۔ وہ کہیں بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ یہاں بھی ہو سکتے ہیں۔ ان کی وجہ سے بعض اوقات مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں اور یہ سیاست کا چلن ہے ہر جگہ، ہر ملک میں۔''

مجمع نے ایک بار پھر تالیاں بجائیں۔ جینی خوش نظر آ رہی تھی۔ مارٹن خوش تھا کہ وہ اپنا اتفاقی کردار بخوبی ادا کر رہا تھا۔ مجمع میں سرگوشیاں ہو رہی تھیں۔ وہ خود کو تھکا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ مارٹن نے اس امید سے ایک بار پھر سامنے کی طرف دیکھا کہ کہیں اصلی مارٹن کرسٹائنز تو نہیں آ گیا۔

قارئین متوجہ ہوں

پرچا نہیں ملتا

کچھ عرصے سے بعض مقامات سے یہ شکایات مل رہی ہیں کہ ذرا بھی تاخیر کی صورت میں قارئین کو پرچا نہیں ملتا۔ ایجنٹوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ہماری گزارش ہے کہ پرچا نہ ملنے کی صورت میں ادارے کو خط یا فون کے ذریعے مندرجہ ذیل معلومات ضرور فراہم کریں۔

☆ بک اسٹال کا نام جہاں پرچا دستیاب نہ ہو۔
☆ شہر اور علاقے کا نام۔
☆ ممکن ہو تو بک اسٹال کا PTCL یا موبائل نمبر۔

رابطے اور مزید معلومات کے لیے

ثمر عباس 0301-2454188

جاسوسی ڈائجسٹ پبلی کیشنز

سسپنس، جاسوسی، پاکیزہ، سرگزشت

C-63 فیز II ایکسٹینشن ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی مین کورنگی روڈ کراچی

مندرجہ ذیل ٹیلی فون نمبروں پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں

35802552-35386783-35804200

ای میل: jdpgroup@hotmail.com

www.urdupalace.com

شیشے کی دیوار کے پار سے سامنے کی سڑک صاف نظر آ رہی تھی۔ یکا یک وہ چونکا۔ سڑک پر چلتے راہگیروں کو چیرتا ہوا ایک شخص تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کا رخ اسٹور کی طرف تھا۔ مارٹن کو اس کا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ اس کی دور کی نظر بہت تیز تھی، لمحہ بھر میں پہچان گیا۔ وہ مارٹن کرسٹائنز تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے اور وہ اس سے بچنے کی کوشش میں ہو۔ اس کا چہرہ پسینے میں شرابور اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ ایک دم گاڑیوں کا ریلا آ گیا۔ وہ بچتا بچاتا دوڑ رہا تھا۔ اسی دوران ایک بس سائڈ سے ٹکرائی۔ وہ سڑک پر منہ کے بل گرا، اچھل کر کھڑا ہوا لیکن خود کو زیادہ نہ سنبھال سکا۔ اگرچہ اس کے ٹکرانے کی آواز مارٹن سن نہ سکا تھا لیکن جس انداز سے اسے ٹکر لگی تھی، اس سے بخوبی سمجھ گیا کہ چوٹ شدید ہو گی۔ اسی دوران مارٹن کرسٹائنز نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور لنگڑاتا ہوا اسٹور کی طرف بڑھنے لگا لیکن سڑک کے ایک کنارے پر گر گیا۔ مارٹن کی آنکھیں وہیں لگی تھیں۔ وہاں موجود لوگ سب خاموش تھے۔ کسی کو کچھ پتا نہ تھا کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے۔ شاید لوگ سمجھ رہے ہوں کہ وہ خیالوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ ایسا نہ تھا، وہ ایک کردار ادا کر رہا تھا لیکن جیسے ہی اصلی شخص نظر آیا، وہ اپنے اس کردار سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس سے بھی بڑھ کر تشویش کی بات یہ تھی کہ ایک مشہور ادیب جس حالت کا شکار تھا، اس سے مارٹن کے رونگٹے کھڑے ہو چکے تھے۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور خود اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ اچانک مارٹن نے ڈائس چھوڑا اور اسٹور کے داخلی دروازے کی طرف دوڑا۔ وہ لمحوں میں اپنا پورا منصوبہ بنا چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کی شخصیت کے ڈھول کا پول کھلتا، اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب کیا کرنا ہو گا۔

مارٹن ٹریفک کی پروا کیے بغیر لوگوں کو چیرتا ہوا پُر ہجوم سڑک پر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ دوسرے لوگ سڑک پر پڑے مارٹن کرسٹائنز کی مدد کو آتے، وہ اس تک پہنچ چکا تھا۔ اس کا چہرہ لہولہان تھا۔ بس کی ٹکر سے وہ منہ کے بل سڑک پر گرا تھا۔ چہرے کا گوشت کئی جگہ سے بری طرح پھٹ چکا تھا۔ اس کا چہرہ بظاہر نا قابلِ شناخت لگ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ لباس بھی اس کے لہو سے تر ہوتا جا رہا تھا۔ جائے وقوع پر لوگ جمع ہوتے جا رہے تھے۔ ٹریفک بھی تقریباً رک چکا تھا۔

مارٹن نے زخمی ادیب کو گود میں اٹھا کر فٹ پاتھ پر لٹایا اور اس کی ٹائی ڈھیلی کر کے کالر کے بٹن کھولنے لگا۔ اب گرد مجمع لگ چکا تھا۔ وہ بری طرح زخمی تھا۔ اس کی سانسیں اکھڑ چکی تھیں۔

اس دوران مارٹن چلایا۔ ''ایمبولینس کو فون کرو۔'' فون تھامے کئی ہاتھ اس کی طرف بڑھے لیکن وہ انہیں نظر انداز کر کے زخمی مارٹن کی سانسیں بحال کرنے کی کوشش میں لگا رہا۔ اب ہجوم کی نظریں فون کرنے والے پر تھیں۔ اسی دوران مارٹن نے کمال ہوشیاری سے اپنا بٹوا اس کے کوٹ کی جیب میں ڈالا اور غیر محسوس انداز میں اس کا بٹوا نکال کر اپنی جیب میں ٹھونس لیا۔ اس کی یہ حرکت کوئی نہ دیکھ سکا۔ سب کو زخمی شخص سے ہمدردی تھی اور وہ مارٹن کے کردار کو مستحسن نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

زخمی مارٹن فٹ پاتھ پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔ وہ اس کے سینے کو دبا رہا تھا۔ اسی دوران ایمبولینس کے سائرن کی آواز سنائی دی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور افسوس سے گردن ہلائی۔ ''اب کچھ نہیں ہو سکتا، یہ مر گیا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی پتلون جھاڑی، لباس درست کیا اور ہاتھ ملتا ہوا واپس بک اسٹور کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے پیچھے کئی لوگ بھی تھے جو کچھ دیر پہلے اس کی باتیں سننے کے لیے بک اسٹور میں موجود تھے۔

چہرے پر افسوس، چال میں اعتماد اور سر فخر سے بلند کیے ہوئے اسٹور میں داخل ہوا۔ جینی اس سے دو قدم پیچھے چل رہی تھی۔ وہاں موجود لوگوں کے لیے ایک مشہور ادیب کا یہ انسان دوست کردار بڑی اہمیت کا حامل تھا۔

چند لمحوں کے بعد وہ ایک بار پھر ڈائس پر کھڑا لوگوں کو سوالات کرنے کی اجازت دے رہا تھا۔ اس بار مارٹن کا لہجہ بہت پُر اعتماد تھا۔ اس کی شخصیت بہت مضبوط نظر آ رہی تھی۔ اب سوالات کرنے والے شرکاء کے لہجوں میں بھی اس کے لیے احترام نمایاں دکھائی دے رہا تھا۔

تقریباً بیس منٹ تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور پھر جینی اپنی نشست سے اٹھی۔ ''خواتین و حضرات...... آپ سب کی آمد کا شکریہ۔ اس سیشن کا وقت ختم ہوتا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ آگے بڑھی اور مارٹن کا ہاتھ تھام کر زینہ اترنے لگی۔ وہ اس حصے میں پہنچی جہاں تازہ شائع شدہ ناول کے نسخوں کا ایک بڑا سا ڈھیر میز پر رکھا تھا۔ ''پلیز......'' جینی نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

مارٹن نے گردن گھمائی۔ اس کے دستخطوں والی کتاب کے خریداروں کی لمبی قطار لگی تھی۔ سب سے آگے کھڑی سنہری بالوں والی نوجوان لڑکی نے ایک کتاب اٹھائی اور

www.urdupalace.com

ایک تقریب کا اہتمام ہے۔" سرخ بالوں والے منیجر جیمز نے مداخلت کی۔ "بہتر ہے کہ مسٹر مارٹن اب ہوٹل جا کر آرام کر لیں تا کہ رات کی تقریب کے لیے تازہ دم ہو سکیں۔"

"تو پھر مسٹر مارٹن ہوٹل جانے کے بجائے کیوں نہ کہیں باہر لنچ پر چلیں۔" جینی نے جلدی سے کہا۔ "یہ ذاتی طور پر میری طرف سے ہوگا۔"

مارٹن سوچ میں پڑ گیا۔

جینی نے گردن موڑی۔ منیجر کے ساتھ دو خوبصورت لڑکیاں بھی تھیں۔ "تم دونوں کو مسٹر مارٹن کے دورے کے دوران ان کے ساتھ رہنا ہے لیکن بہتر ہوگا کہ فی الحال اس دوپہر انہیں کچھ وقت کے لیے تنہا چھوڑ دیں۔" اس کا لہجہ حاکمانہ تھا۔

"او کے......" ان میں سے لمبے سنہرے بالوں والی لڑکی نے مسکرا کر بات مان لی۔ اس نے ایک چٹ اس کی طرف بڑھائی۔ ساتھ ہی ہوٹل کا کارڈ اور سوئٹ کی چابی بھی تھی۔

مارٹن نے چابی کوٹ کی جیب میں رکھی اور چٹ پر نظر ڈالی۔ "آپ کی دوپہر خوش گوار گزرے، شام کو ملتے ہیں۔" اس نے کاغذ کوٹ کی جیب میں اڑسا اور ایک لمحے کے لیے سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔ وہ قدرت کے کھیل پر غور کر رہا تھا۔ آج صبح دس بجے اسے ملازمت سے نکالا گیا۔ گیارہ بجے وہ اسٹور میں داخل ہو رہا تھا۔ بارہ بجے ایک زخمی شخص کی زندگی بچانے کی کوشش نے اسے لوگوں کی نظر میں ہیرو بھی بنا دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنی شناخت بھی تبدیل کر چکا تھا۔ پرانی شناخت کا حامل اب مردہ خانے میں تھا اور وہ اب ایک حسینہ کے ساتھ زندگی کا پہلا اور مہنگا رومینٹک لنچ کرنے جا رہا تھا۔ آج صبح جب وہ دفتر پہنچا تو حکم کا بندہ تھا اور دوپہر ہوتے ہوتے لوگ اس کے حکم کا انتظار کرنے لگے تھے۔ وہ آفت خیز جینی کو اپنی بانہوں میں بھرنے کا سپنا دیکھ رہا تھا۔ "واہ رے اوپر والے، تیرے کھیل نرالے ہیں۔" وہ دل ہی دل میں تقدیر کے حسین کھیل پر مسکرایا اور گردن سیدھی کی۔ جینی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ سنہری بالوں والی لڑکی کی نگاہیں بھی اسی پر مرکوز تھیں۔

کچھ دیر بعد جینی اور وہ اٹھے۔ پبلشر کا اسٹاف جا چکا تھا۔ جینی اس کا ہاتھ تھامے چل رہی تھی۔ وہ دروازے کے قریب پہنچ کر پلٹی۔ "ایکسکیوز می...... ایک منٹ۔" یہ کہہ کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھی اور وہاں کھڑی لڑکی سے کچھ باتیں کیں۔ وہ اتنی نیچی آواز میں بات کر رہی تھی کہ مارٹن سن نہ سکا۔ وہ پلٹی تو اس کے پاس ایک خوبصورت براؤن کلر کا چرمی ہینڈ بیگ تھا۔ "پلیز...... یہ لیں۔ اپنی چیزیں اس میں ڈال لیں اور اس تھیلے کو کچرے کے ڈبے میں پھینک دیں۔" اس نے پٹ سن کے تھیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ...... شکریہ اس تکلف کا۔" مارٹن نے ہینڈ بیگ لیا اور ایک طرف ہو کر اپنی چیزیں بیگ میں اس طرح ڈالنے لگا کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔ "اب چلیں۔" وہ پلٹا اور جینی سے کہا۔

"یہ اچھا لگ رہا ہے، تمہاری حیثیت کے مطابق ہے۔" جینی نے پیار سے اس کے کندھے سے لٹکتے بیگ پر ہاتھ پھیرا۔ اگلے ہی لمحے وہ اسٹور سے باہر تھے۔

دونوں خاموشی سے کچھ دوری پر واقع ہوٹل ڈبلیو کے شاندار ریستوران کی طرف جا رہے تھے۔ اس بار مارٹن نے بڑے پیار سے جینی کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ چلتے ہوئے ان کے شانے ٹکرا رہے تھے لیکن جینی کو دیکھ کر نہیں لگتا تھا کہ اسے اس طرح چلنا کچھ برا محسوس ہو رہا ہو۔ وہ دونوں خاموشی سے پُروقار چال چلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔

مارٹن اب مستقبل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس صبح جو بات اسے غلط فہمی لگی تھی، اب وہ ایک حقیقت ہے۔ وہ حقیقت کی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگلے تین برسوں میں تین ناول شائع ہونے ہیں۔ ایک ہو چکا اور اگلے دو سالوں میں یکے بعد دیگرے شائع ہونے والے ناولوں کے مسودے تیار تھے۔ جس سے اسے کروڑوں ڈالرز کی آمدنی حاصل ہونا تھی اور وقت گزاری کے لیے اس کے پاس تقریبات کا آپشن بھی تھا۔ وہ خوش تھا کہ کرنے کو کچھ نہیں البتہ اچھا وقت گزارنے کے لیے ڈھیروں مواقع موجود ہیں۔ اب اسے زندگی سے لطف لینا تھا۔ اس نے پوری زندگی کسمپرسی میں گزاری تھی مگر اب کھل کر جینے کا مزہ آنے والا تھا وہ بھی جینی کی ہمراہی میں۔ خوش کن مستقبل اس کے ذہن کے پردے پر بار بار منظر تبدیل کر رہا تھا۔ ہر منظر پہلے سے زیادہ شان دار اور جان دار تھا۔

اس کی غیر متوقع خوش نصیبی مارٹن کرسٹائنز کی بے وقت موت سے جڑی تھی ورنہ اسٹور میں پیش آنے والے تمام واقعات ایک خواب ثابت ہوتے اور آنکھ کھلنے پر مارٹن وہی بے روزگار شخص ہوتا مگر تقدیر پلٹا کھا چکی تھی۔ وہ تقدیر کا تہہ دل سے شکر گزار تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ خود کو بھی اس کامیابی کا کریڈٹ دے رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر دوڑ

www.urdupalace.com

کر اسٹور سے نہ نکلتا اور دم توڑتے مارٹن کرسٹائنز کے بٹوے سے اپنا بٹوا نہ بدلتا تو شاید اس کی چال اتنی پُراعتماد نہ ہوتی۔ اس نے تقدیر کی چال کا بروقت ساتھ دیا اور اب اپنی اس پھرتی اور چالاکی پر خود کو دل ہی دل میں شاباشی بھی دے رہا تھا۔ وہ خوش تھا کہ نہ تو پبلشنگ ہاؤس میں اور نہ ہی اسٹور میں کوئی ایسا شخص تھا جو اس سے پہلے مارٹن کرسٹائنز سے مل چکا ہو۔ وہ سب اسے صرف خط وکتابت کی حد تک یا ڈنمارک میں پھیلی شہرت کے حوالے سے ہی جانتے پہچانتے تھے۔

ریستوران بہت خوبصورت تھا اور جس طرح وہاں کے عملے نے انہیں خوش آمدید کہا، اس سے لگتا تھا کہ جینی اکثر و بیشتر وہاں آتی جاتی رہتی تھی۔ وہ اندر داخل ہوئے تو مارٹن ششدر رہ گیا۔ ہال کے اندر ہلکی زرد خوابناک روشنی پھیلی تھی، ہر میز پر موم بتیاں رکھی تھیں، جس سے لنچ بھی کینڈل لائٹ ڈنر کے احساس میں بدل جاتا تھا۔ ڈائننگ ہال پھولوں کی خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔ کھانے کی میزیں اس طرح سیٹ کی گئی تھیں کہ ہر دو میزوں کے درمیان سمجھو پھولوں کی ایک باڑ تھی۔ اس سے پرائیویسی کے ساتھ ساتھ ذہن کو بھی خوش گوار احساس ہو رہا تھا۔ جینی اس کا ہاتھ تھام کر کچھ آگے بڑھی اور نسبتاً ایک کونے میں لگی میز پر جا پہنچی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی کرسیوں پر بیٹھتے، ایک ویٹر آگے بڑھا اور باری باری دونوں کی کرسیاں گھسیٹ کر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مارٹن کے لیے یہ سب کچھ نیا تھا۔ پوری زندگی محنت مزدوری میں گزری تھی۔ ایسے شاندار ریستوران میں لنچ یا ڈنر کا تو وہ صرف خواب ہی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے جینی پر نظر ڈالی۔ اسے شاید ہر وقت مسکراتے رہنے کی عادت تھی۔ اس کے لبوں پہ بکھرا ہلکا تبسم جیسے مارٹن کی جان ہی لے گیا۔ یکایک اس کے ذہن میں اپنی بیوی کا ستا ہوا چہرہ ابھرا مگر اگلے ہی لمحے وہ سر جھٹک کر اس تصور کو کہیں دور پھینک چکا تھا۔ اب وہ مارٹن مینز کے بجائے مسٹر مارٹن کرسٹائنز تھا...... ڈنمارک کا مشہور و معروف ادیب و ڈراما نگار۔ وہ اپنی نئی زندگی کی ان اولین سہولتوں اور جینی کو اپنی آغوش میں بھر لینے کے سپنے میں اس قدر گم تھا کہ اسے ذرا بھی احساس نہ ہوا کہ اسٹور سے نکلنے کے بعد سے متواتر دو آنکھیں ان کا تعاقب کر رہی ہیں۔ اسے فی الحال جینی کے سوا کچھ اور دیکھنے کی فرصت ہی نہ تھی۔ شناخت بدل کر وہ یہ بھول کر بیٹھا تھا کہ بس! اب سب ختم ہو گیا لیکن کھیل ابھی جاری تھا۔

''میری خوش نصیبی کہ ہم اکٹھے لنچ کر رہے ہیں۔'' جینی نے ادائے دلربائی سے کہا تو وہ تصوراتی دنیا سے نکل آیا۔

''شاید یہ میری بھی خوش نصیبی ہے۔'' مارٹن نے ہاتھ اس کے ہاتھ پر بڑے پیار سے رکھا۔

''اگر آپ امریکا میں ہی رہ گئے تو پھر خوش نصیبی کا یہ سفر آگے بڑھتا رہے گا۔'' جینی نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے لگتا ہے کہ جو کچھ مارٹن سوچ رہا تھا، وہ بھی وہی سوچ رہی تھی۔

''میں اب امریکا کے سوا کہیں اور نہیں رہ سکتا مگر ایک شرط ہے۔''

''وہ کیا......'' جینی نے پوچھا۔

''میں یہاں بالکل تنہا ہوں، اگر تم وعدہ کرو کہ ہر پل ساتھ رہو گی تو پھر......'' مارٹن نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

''تم چاہو تو پھر ایسا ہی ہوگا۔'' جینی کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ اسے مارٹن کی قربت بہت زیادہ پسند آرہی ہے۔

''تو پھر سمجھو میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔''

مارٹن کی بات سن کر جینی کھلکھلا کر ہنس پڑی اور پھر یکدم اس کی ہنسی کو بریک لگ گئے۔ ''ذرا اپنا چہرہ قریب لاؤ۔''

مارٹن دونوں کہنیاں میز پر ٹکا کر آگے جھکا۔

''ذرا باتھ روم جاؤ، ہاتھ منہ دھو کر فریش ہو جاؤ۔ تمہارے چہرے پر دھبے لگ رہے ہیں۔ لگتا ہے یہ صبح والے حادثے......''

''اوہ ہاں......'' مارٹن چونک کر پیچھے ہٹا اور چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

''ٹھیک ہے تم فریش ہو کر آؤ، میں آرڈر دیتی ہوں۔''

ویٹر مینیو کارڈ لیے برابر میں کھڑا تھا۔ اس کی نگاہیں مارٹن پر تھیں۔ ''ویسے تم کیا لینا پسند کرو گے؟'' جینی نے پوچھا۔

''تم یہاں تو آتی رہتی ہوگی۔ بس! جو اچھا ہو وہ منگوالو۔'' مارٹن نے بات بنائی ورنہ تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مینیو کارڈ میں جو کچھ لکھا ہوگا، کھانے میں ان کا ذائقہ کیسا ہوگا۔ زندگی میں پہلی بار وہ اتنے مہنگے ریستوران میں مفت کا لنچ توڑنے آیا تھا۔ وہ یہاں کے چوچلے کیا جانے۔

''ٹھیک ہے، تم باتھ روم ہو کر آؤ، میں آرڈر کرتی ہوں۔''

وہ اٹھا تو ایک ویٹر سامنے آگیا۔ اس کی نگاہیں سوالیہ تھیں۔

''باتھ روم کس طرف ہے۔'' مارٹن نے پوچھا۔

''آیئے! میں آپ کو لے کر چلتا ہوں۔'' ویٹر نے پیشکش کی۔

مارٹن اندر داخل ہوا تو وہاں دو تین لوگ پہلے سے موجود تھے۔ ویٹر بھی اس کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوا لیکن

www.urdupalace.com

دوسرے لوگوں کو دیکھ کر فوراً پلٹا اور باہر چلا گیا۔ مارٹن کچھ دیر تک اپنا چہرہ آئینے میں دیکھتا رہا۔ وہ ادھیڑ عمر مرد تھا۔ چہرے پر زمانے کی سختی گرمی کے آثار بھی نمایاں تھے۔ اس نے کوٹ اتارا اور منہ دھونے لگا۔ فریش ہو کر آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اگر تھوڑی سی توجہ دوں اور خوشحالی کے مزید چند ہفتے مل جائیں تو اس کا چہرہ بھی برسوں پہلے کے نوجوان مارٹن کے روپ میں واپس آسکتا ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے سوئٹ میں جانے سے پہلے ہوٹل کے بیوٹی پارلر میں جا کر پہلے فیشل اور مساج کرائے گا، اس کے بعد بھاپ سے غسل کر کے کئی گھنٹوں کی نیند لے گا۔

وہ باتھ روم سے باہر نکلا تو سیدھا اپنی میز پر گیا۔ اسے اب بھی احساس نہیں ہوا کہ دو نگاہیں بدستور اس کے تعاقب میں ہیں۔

''واقعی لنچ شان دار تھا۔'' کھانا ختم کر کے ہاتھ صاف کرتے ہوئے مارٹن نے کہا۔

''واقعی......'' جینی نے اس کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھا۔ ''ویسے یہاں کا کھانا بہت مشہور ہے۔''

''یہ فیصلہ کرنا ذرا مشکل ہے۔'' مارٹن نے شرارت سے کہا۔

''کیا مطلب، کیسا فیصلہ۔'' جینی نے چونک کر پوچھا۔

''یہی کہ کھانا عمدہ تھا یا پھر تمہارے ساتھ کی وجہ سے زیادہ اچھا لگا۔''

یہ سن کر جینی ذرا سی شرمائی۔ ''بات بنانا تو کوئی لکھنے والوں سے سیکھے۔''

''اور شرما کر جھینپ جانا سیکھنا ہو تو تمہارے ساتھ لنچ کیا جائے۔'' مارٹن کہاں نچلا بیٹھنے ولا تھا۔ اس نے بھی ترنت جواب دیا۔

''خیر اب یہ باتیں رہنے دیں پھر کبھی سہی۔'' یہ کہتے ہوئے جینی نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالی۔ ''تین بجنے والے ہیں، اب چلتے ہیں۔ آپ کو آرام بھی کرنا ہوگا۔'' یہ کہتے ہوئے وہ کھڑی ہوگئی۔

مارٹن بھی کھڑا ہو کر بیگ کندھے سے لٹکانے لگا۔

''چلیں......''

جینی مارٹن کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اس ہوٹل میں پہنچی، جہاں اس کے لیے سوئٹ بک تھا۔ سیون اسٹارز ہوٹل ریستوران کے برابر ہی واقع تھا۔ جینی اسے لابی میں چھوڑ کر شام کو تقریب میں ملنے کا وعدہ کر کے واپسی کے لیے پلٹی تو وہ لفٹ کی طرف بڑھا۔ اچانک اسے جیسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ وہ پلٹ کر استقبالیے کی طرف بڑھنے لگا مگر بیچ میں ایک ویٹر اس کے سامنے آ گیا۔ ''سنو......'' مارٹن نے اسے روکا۔

''جی سر......''

بیوٹی پارلر اور مساج سینٹر کہاں ہے؟'' مارٹن نے پوچھا۔

''آیئے...... میں آپ کو لے چلتا ہوں۔ بس ایک منٹ مجھے دے دیں۔'' اس نے اپنی پیشکش کے ساتھ بڑے عاجزانہ لہجے میں درخواست کی۔

''اوکے......''

یہ سنتے ہی ویٹر تیزی سے ایک طرف گیا۔ وہ بہت جلد لوٹ آیا۔ ''انتظار کی زحمت کے لیے معذرت۔'' اس نے مسکرا کر کہا۔ ''چلیے سر!''

وہ لفٹ کی طرف بڑھے۔ ویٹر نے آٹھویں منزل کا بٹن دبا دیا۔ جب وہ باہر نکلے تو مارٹن حیران رہ گیا۔ لگتا تھا کہ وہ ہوٹل کا کوئی فلور نہیں بلکہ ایک چھوٹی موٹی مارکیٹ ہو۔ چہل پہل نہ ہونے کے برابر تھی۔ ویٹر اسے ساتھ لے کر آگے بڑھتا رہا۔ اب وہ ایک الگ تھلگ سی جگہ پر تھے۔ اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور مارٹن کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔

وہ اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے پیچھے ویٹر بھی اندر آ گیا اور آتے ہی کمرا لاک کر دیا۔ مارٹن نے چاروں طرف نگاہیں ڈالیں لیکن وہ کہیں سے بھی بیوٹی پارلر یا مساج سینٹر نہیں لگتا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ایک آواز سنائی دی۔

''خوش آمدید مسٹر مارٹن......''

یہ سن کر وہ حیران رہ گیا۔ وہ یہ سوچ کر پریشان تھا کہ یہ آواز کیسی ہے اور وہ اس کا نام کیسے جانتا ہے۔ کیا وہ صبح اسٹور میں تھا یا پھر حادثے کے مقام پر۔ یا یہ کہ وہ اس کی پرانی زندگی سے اُسے جانتا ہے۔ ابھی مارٹن کی الجھن دور نہیں ہوئی تھی کہ سامنے دیوار کی اوٹ سے ایک شخص باہر نکلا۔ اس نے سیاہ سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ بڑے اعتماد سے چلتا ہوا اس کے سامنے پہنچا۔ ''آج آپ نے ہمیں بہت پریشان کیا اور یہ ذرّہ بھر بھی خوشی کی بات نہیں۔'' اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

'تم میرا نام کیسے جانتے ہو۔'' مارٹن نے ہچکچاتے ہوئے سوال کیا۔

''آپ جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ بھلا آپ کو کوئی کیسے نہیں پہچانے گا۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے کوٹ کے اندر ہاتھ ڈالا۔ جب ہاتھ باہر آیا تو اس میں سائلنسر لگا پستول تھا۔

''یہ کیا......'' پستول دیکھ کر اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ مارٹن چونک کر دو قدم پیچھے ہٹا تو اس ویٹر سے

www.urdupalace.com

ٹکرایا جو اسے لے کر یہاں تک پہنچا تھا۔ ''تم......'' مارٹن نے بوکھلاہٹ میں کہا تو وہ ہنس پڑا۔

''اِدھر مسٹر مارٹن......'' پستول بردار شخص ایک قدم آگے بڑھا۔ ''ڈنمارک تمہیں بہت یاد کر رہا ہے۔'' اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

مارٹن کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ ٹانگیں کپکپا رہی تھیں، اس نے گرنے سے بچنے کے لیے میز کا سہارا لیا۔ وہ بری طرح خوفزدہ تھا۔ ان دونوں کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اسے بخشنے والے نہیں۔ اس کے ذہن میں رقص کرتے پُرآسائش زندگی کے حسین خواب کب کے ہوا ہو چکے تھے۔ اب اس کی آنکھوں میں سامنے کھڑی موت کی پرچھائیاں تھیں۔

پستول والا ہاتھ اوپر اٹھا تو وہ چلایا۔ ''ایک منٹ، پلیز ایک منٹ......میری بات سنو۔'' اس کی آواز بھرا رہی تھی۔ وہ روہانسا ہو رہا تھا۔

''کیا بات......'' پستول بردار شخص نے سفاکی سے کہا۔

''سن لو...... مرنے والے کی بات سننے میں کیا حرج۔ اب یہ کون سا کہیں بھاگے گا۔'' عقب سے ویٹر نے کہا۔

''تم لوگوں کو بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' مارٹن نے جان بچانے کے لیے سچ کا سہارا لیا۔ ''میں وہ نہیں جس کی تمہیں تلاش ہے، میں تو......''

''جانتے ہیں مسٹر مارٹن......'' پستول بردار نے بیزاری سے کہا۔

''نہیں نہیں......تم کچھ نہیں جانتے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں وہ مارٹن نہیں۔''

''اوکے......تو پھر تمہیں چھوڑ دیں۔''

''بالکل...... یہی میں بتانے کی کوشش کر رہا ہوں۔''

مارٹن کو پہلی بار جان بچنے کی موہوم سی امید نظر آئی۔

''بکواس بند کرو۔'' پستول بردار نے نہایت غصے سے ڈانٹا۔ ''تم پہلے ہی ہمیں بہت پریشان کر چکے ہو۔ اپنا منہ بند کرو ورنہ مارنے سے پہلے تمہاری زبان کاٹ ڈالوں گا۔'' وہ شدید غصے میں نظر آ رہا تھا۔

مارٹن کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ چہرہ پسینے میں شرابور تھا۔ اگر میز کا سہارا نہ ہوتا تو اس کی کانپتی ٹانگیں مزید بوجھ اٹھانے سے کب کا انکار کر چکی ہوتیں۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مارٹن کرسٹائنز وہ تھا جو سڑک پر مرا۔'' مارٹن اپنی جان بچانے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

''جانتا ہوں......'' اس نے پستول لہرایا اور زوردار قہقہہ لگایا۔

''جانتے ہو تو پھر......'' مارٹن کو کچھ حوصلہ ملا تھا۔

''لیکن مجبوری ہے۔''

''کیسی مجبوری......'' مارٹن نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے مارٹن کرسٹائنز کو ختم کرنے کے لیے بھاری رقم ملی ہے اور میں یہ کام ختم کیے بغیر واپس ڈنمارک نہیں جا سکتا۔''

''مگر میں تو وہ نہیں۔''

''لیکن دنیا کی نظروں میں تو ہو۔''

''وہ میری غلطی تھی......'' مارٹن رو دیا۔

''میں نے فٹ پاتھ پر تمہاری مہارت دیکھی تھی۔ کس تیزی سے تم نے ہاتھ کی صفائی دکھائی تھی۔ اگر تم اس کا بٹوا پار نہ کرتے تو میرا مشن مکمل ہو چکا ہوتا۔ مجھے پیسا دینے والوں کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ مارٹن کرسٹائنز کیسے مرا، انہیں صرف اس سے دلچسپی تھی کہ وہ مر گیا۔'' یہ کہہ کر پستول بردار نے طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور کچھ توقف کے بعد کہا۔ ''لیکن تم نے اسے نئی زندگی دے دی۔ اب کوئی کیسے یقین کرے کہ اصل میں وہ مر چکا۔''

''وہ میرا ہم شکل تھا اور اس کی شناخت لے کر مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی۔'' مارٹن نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

''جوا، جوا ہے، چاہے داؤ پر رقم لگے یا زندگی، چال تو چلنا پڑتی ہے۔ تم اپنی چال چل چکے۔''

''اگر مجھے چھوڑ دو تو میں فوراً کہیں دور چلا جاؤں گا۔''

مارٹن سمجھ چکا تھا کہ بٹوے کی ادلی بدلی نے غلط فہمی سے شروع ہونے والے کھیل کو موت کے میدان میں پہنچا دیا ہے۔ پھر بھی وہ بچنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔

''اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ لاش کا چہرہ بس کی ٹکر سے ناقابلِ شناخت ہو چکا تھا۔ اس کے بٹوے سے ملنے والے ڈرائیونگ لائسنس سے شناخت مارٹن مینز کے نام سے ہوئی ہے۔ اب بتاؤ مارٹن کرسٹائنز کہاں مرا ہے۔ وہ زندہ ہے اور میں اسے مارنے جا رہا ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے پستول سیدھا کیا۔ اگلے لمحے ہلکی سی کِلک سنائی دی۔ مارٹن کٹے پیڑ کی طرح فرش پر ڈھے گیا۔ اس کی پیشانی میں سوراخ ہو چکا تھا۔

''چلو پال......'' اس نے ویٹر کو اشارہ کیا۔ ''ابھی ہمیں کوپن ہیگن کی فلائٹ بھی پکڑنی ہے۔ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔''

مارٹن کی پیشانی سے بہنے والا خون اب فرش پر پھیل رہا تھا۔

www.urdupalace.com